

مولانا انور جمال قاسمی

مطالعہ و تحقیق

پردہ میں بے پردگی کا رجحان

برقعوں کی تراش و خراش، کانٹ چھانٹ کی ان گنت طرز و صورت گلیوں و سڑکوں پر نظر آتی ہے، ان میں بعض شروانی نما بدن سے چپکا ہوا جسم کے نشیب و فراز اور ہر حصہ عضو کی ساخت و بناوٹ نمایاں کئے ہوئے ہوتا ہے، بعضوں کی آستینیں نیٹ کپڑوں سے بنے ہونے کی وجہ سے ان کی بانہیں جھلکتی ہوئی رہتی ہیں، آپ کو بعض بلا آستین کے صرف پشت و سینہ سے چپکے بالکل نگلی بانہوں و کھلے چہرے کی نظر آئیں گے اور اب اکیسویں صدی کے انٹرنیٹ، و کمپیوٹر سے ڈی مسلمان عورتوں کو پردہ و حجاب کا بوجھ برداشت نہیں، انہیں چہرہ اور جسموں کو چھپانا قدامت پسندی و تنزلی کی علامت نظر آتی ہے، وہ بے دین بے لباس و برہنہ عورتوں کے شانہ سے شانہ ملانے کے جنون میں کھلے چہرہ کا برقع پہننے، پینٹ شرٹ، فل یا ہاف اسکاٹ اور ٹی شرٹ وغیرہ میں چھوٹی سی خوبصورت و پرکشش رومالیوں میں چہرے لپیٹنے کی بہ نام پردہ عام کر رہی ہیں، اس طرح کے فیضی پردے کے رواج کو دیہات و شہر کی عوام ہی نہیں شریف و معزز گھر خاندان، دینی وضع دار کنبہ بھی بڑی سرعت سے قبول کر رہا ہے، اس کی انتہا یہ ہے کہ مسلم دنیا کو مغرب کی مادی و صنعتی تہذیب کی یلغار نے مجبور و بے بس بنا دیا ہے، انہیں نہ مسلمان عورتوں کو مسلمان بنانے کی فکر ہے، نہ ان کی تہذیب و تادیب، کرنے کی انہیں فرصت ہے، آزادی نسواں کے علمبردار آقاؤں کے سامنے سپر انداز ہو کر اپنی عورتوں و لڑکیوں کو آزاد چھوڑنے پر اتر آئے ہیں انہیں مسلمان عورت کا بے حجابانہ گلی کوچوں، پارکوں و ہوٹلوں، چوپائیوں و ساحلوں پر گھومنا بھلا معلوم ہوتا ہے، وہ نہ اس سے پیدا ہونے والی معاشرتی بیماریوں کی ہلاکت خیزیوں سے ڈرتے ہیں اور اب تو بہت سے ماڈرن دانشوروں نے اس کے جواز میں قرآن و حدیث کے دلائل و براہین بھی تلاش کر لیے ہیں، ان کے دلائل میں سے ایک قرون اولیٰ کی مومنات کا مسجدوں میں جانا، غزوات و جنگوں میں فوجوں و زخمیوں کی خدمات و تیمارداری کی غرض سے شریک جنگ ہونا اور حضرت امام المومنین عائشہ صدیقہ کا جنگ جمل کی قیادت کرنے کو پیش کیا جاتا ہے۔

عورتوں کی نماز ان کے گھروں مسجدوں سے افضل ہے، جبکہ مسجد نبوی کی اپنی فضیلت ہے، اس میں نماز پڑھنے سے سینکڑوں گنا اجر و ثواب کے اضافے کا نبوی وعدہ اور آپ ﷺ کی امامت میں نماز کی ادائیگی سے عند اللہ حاصل ہونے والے شرف و قبول کے آپ ﷺ نے عورتوں کو گھروں میں نماز پڑھنے کی تاکید کی ہے، اس کا مطلب ہے کہ مسجدوں میں آکر نماز پڑھنے کی اگر آپ نے کسی درجے میں اجازت دی، تو وہ صرف آپ کی امامت

کے ساتھ خاص تھی، جو آپ ﷺ کے بعد تا قیامت کبھی بھی حاصل ہونے والی نہیں تھی، اگر عورتوں کا مسجدوں میں نماز ادا کرنا لازمی درجے میں ہوتا، تو آپ ﷺ کی وفات بعد صحابہ کرام اپنی عورتوں و بیویوں کو مسجدوں میں جانے سے منع نہیں کرتے اور نہ حضرت عائشہؓ صحابہ کے اس عمل کی تائید میں فرماتیں کہ اگر اللہ کے رسول ﷺ فساد مانہ کی حالت دیکھتے تو عورتوں کا مسجدوں میں جانا بالکل بند ہو گیا تھا، اور اس پر ایک طرح سے صحابہ کا اجماع ہو چکا ہے نزول حجاب سے قبل جنگوں میں عورتوں کی شرکت کو حجاب کے رد میں پیش کرنا بھی کم فہمی کی علامت ہوگی، چونکہ نزول حجاب سن ۵ھ میں ہوا، اس سے قبل غزوات میں شریک ہونے والی عورتوں کے عمل سے احکام حجاب رد نہیں کیا جاسکتا ہے۔

جنگ جمل میں حضرت عائشہ صدیقہ کی قیادت فوج کو بھی حجاب کے خلاف پیش کیا جانا، تاریخ و سیر سے ناواقف کا اظہار ہے، حضرت صدیقہ کا جنگ جمل میں شریک ہونا ایک تاریخی حقیقت ہے اور اس میں آپ کی قیادت کرنا بھی مسلم ہے، لیکن اس سے یہ کہاں لازم آتا ہے کہ انہوں نے بلا پردہ قیادت کی تھیں، وہ تو اونٹ کے ”ہودج“ میں ہوتی تھیں اور ہودج میں بھی اس طرح پردے میں ہوتیں کہ نزدیک سے بھی بہ غور دیکھنے سے ان کی شخصیت دیکھائی نہیں دیتی تھی۔

مذکورہ بالا بیانات، دلائل و شواہد سے اچھی طرح واضح ہو گیا کہ عورتوں کا گھروں سے بلا ضرورت شدیدہ بلا حجاب نکلنا حرام ہے، اگر مسلمان عورتیں اس کے خلاف کرتی ہیں، تو اللہ کے حکم کی نافرمانی، اس کی لعنت کی شکار اور بہت سے فتنے و فساد پیدا کرنے کا سبب بن رہی ہیں اور شاید اسی وجہ سے جس قدر کسی قوم و امت کی تباہی و بربادی چاہتی ہے، تو از خود اس قوم کی عورتیں اور لڑکیاں سڑکوں، گلیوں چوک و چوراہے کی زینت بننے لگتی ہیں، پھر اس نقطے سے قوم و امت کے زوال و انحطاط کا آغاز ہوتا ہے، ”انقلاب امم“ ایسی بہت سی قوموں و ملکوں کے زوال و فنا کی تاریخ پیش کرتی ہے، جن کی بنیادی سبب ان کی عورتوں کی غیر محدود آزادی، بلا کسی خوف و خیال کے مردوں سے اتصال و اختلاط تھا ”المرأة المعاصرة“ کا مصنف رقمطراز ہے ”ولذا ترى الحضارة اليونانية وامت زمنا طويلا واذ دهرت ما دامت المرأة محافظة على سترها وحجابها، ثم انحطت وتدهورت تلك الحضارة العريقة بسبب اباحه الحرية المطلقة للمرأة“۔

یونانی تہذیب و تمدن کی ترقی کی طویل ترین عمر اس کی عورتوں کا اپنے پردے و حجاب کی پابندی سے جڑی ہوئی تھی، لیکن جب وہاں کی صنف نسواں بے حجابی و مطلق آزادی اور بے قید مردوزن اختلاط کے وبا کی شکار بنیں، تو پھر اس قدیم ترین اقبال مند تہذیب و تمدن کو ادبار و انحطاط کے وبا کی شکار بنیں، تو پھر اس قدیم ترین اقبال مند تہذیب و تمدن کو ادبار و انحطاط کی ایسی آنکھ لگی کہ آج تک نہ وہ اپنے سنہرے ماضی کی بازیافت میں کامیاب ہو سکی اور نہ موجودہ عالمی سطح پر جاری تہذیبی و تمدنی مسابقت کی فہرستوں میں اپنے نام درج کرا سکی ہے، روم جسکی قلم رو

میں نصف دنیا تھی، اس کا مذہبی و تہذیبی و دبدبہ و شوکت نصف کرۂ ارض تھا، مگر جب رومی عورتوں و لڑکیوں میں بے حجابی و بے پردگی کی بلا پیدا ہوئی، سماج و اخلاق کا خیال کئے بغیر مردوں سے بلا قید میل و جول ترقی کی بنیاد تصور کرنے لگیں، تو پھر اتنی بڑی عظیم رومی سلطنت کا حشر کیا ہوا، المرأة المعاصرة کا مصنف لکھتا ہے ”لكن تسرب اليهم اللهو الترف، وجعلوا يخرجون المرأة من بيوتها و هكذا اخذوا يدعونها الى الحرية والا استقلال الكامل والى العمل مع الرجال في كل مجال، فلم تلبث تلك الدولة يعنى دولة الرومان حتى جاءها الضراب وسقطت لا جل المرأة المكسوفة اللتي كانت تعمل مع الرجال في مجال من مجالات الحياة“ لیکن رومیوں میں جب خوشحالی و فارغ البالی آئی تو ان میں بے مقصد لہو و لعب کھیل و تماشے پیدا ہوئے، انہوں نے پھر اپنی عورتوں کو گھروں سے نکالنا شروع کیا، اس طرح انہیں آزادی، کامل خود مختاری اور زندگی کے ہر میدان میں مردوں کیساتھ شریک عمل ہونے کی قانون پشت پناہی ملی، تو بلا تاخیر یہ عظیم شہنشاہیت کی دیکھتے دیکھتے خاکیں اڑنے لگیں، اور پھر وہ اس طرح مٹی کہ آج دنیا کے نقشے پر گم نام معمولی ملک کی حیثیت سے دیکھائی دیتا ہے۔

فساد معاشرہ و زوال ملک و ملت میں عورتوں کی بے پردگی و بے قید آزادی اور مردوں سے بلا کسی روک ٹوک کا اختلاط تاریخ انسانی کے ہر دور میں مہلک رہے، خود آزادی نسواں کا علم بردار مگر اب کی برہنہ سینہ و عریاں ساق عورتوں کا مردوں سے بے پردہ ہم آغوشی و بغل گیری نے مغربی معاشرہ میں ایسی معاشرتی و غیر اخلاقی مہلک بیماریوں کو جنم دیا ہے، جس نے اس کے ہر ہوش مند انسان کو خوف زدہ و متفر بنا دیا ہے، اور ہر اس تعلیم یافتہ سنجیدہ ملک و قوم اور تہذیب و معاشرہ کی فکر رکھنے والے اسامیوں کے قلب و ذہن کو جھنجھوڑ دیا ہے، جواب عورتوں کے حوالے سے مغرب کی سوچ و موقف پر سخت تنقید و انگشت نمائی کرنے لگے ہیں۔

مشرقی دنیا کے مسلم معاشرہ میں بے پردگی و نیم برہنہ ہونے کا رجحان بھی تیزی سے بڑھ رہا ہے، لڑکیاں و عورتیں اپنے حسن و جمال، جسم و اعضاء زیادہ سے زیادہ کھلا رکھنے کی مختلف تدابیر اختیار کر رہی ہیں، ان کے اندر پینٹ یا جنیس پینٹ، اسکرٹ، کھلی بانہیں و پنڈلی والی ٹی شرٹ خوب مقبول ہو رہے ہیں، کھلی بانہیں، چہرہ والے برقع کی خریداری زیادہ ہوتی ہیں، انہیں جدید طرز کے فیشن نیٹیم برہنہ لباسوں میں ملبوس بوٹے دار و مالیوں سے نصف چہرہ چھپائے ہر چوک و چوراہے پر شاہنگ کرتی دیکھا جاسکتا ہے، اگر اسی کا نام پردہ و حجاب ہے تو اسلام کا ایسے پردوں سے نہ کوئی تعلق ہے، نہ اس طرح پردوں کا ثبوت و عمل قرآن و حدیث اور امت مسلمہ کی چودہ سو سالہ ثقافتی روایات میں ملتا ہے، یہ سب مغربی معاشرہ و تہذیب کے وہ اثرات ہیں، جن سے آج دیہات و شہر کے ہر مسلم لڑکے و لڑکیاں اپنے گھروں میں، ٹی، وی، انٹرنیٹ اور موبائیلوں سے چوبیس گھنٹے متاثر ہو رہی ہیں، یہودی، انگلش اور یورپی چینلوں سے ترسیل ہونے والی برہنہ فلموں و کرداروں، ہیجان خیز جنسی معاملات دیکھ کر اس کی تھلید و بھروی میں اپنے لباس شرم و حیا اتار کر لباس جسم و تن پھینکنے پر آرہی ہیں اور ان سے وہ تمام جنسی بیماریاں،

امراض خبیثہ جنم لے رہے ہیں، جن سے کوئی سماج و معاشرہ کہیں بھی صالح و تندرست نہیں رہ سکتا ہے، انہیں معاشرتی بیماریوں نے مغربی دنیا کو اخلاقی و تہذیبی طور پر ایسا دیوانہ بنا دیا ہے کہ وہاں کے کسی بھی باوقار معتبر کرسی پر بیٹھے فرد کے نسب کا یقین سے پتہ لگانا مشکل ترین امر بنا ہوا ہے، اس کے برعکس مسلم معاشرہ اسلامی تعلیم و پردہ شرعی کی مضبوط حصار کے سبب سے آزادی نسواں و بے حجابی کے تیز و تند طوفانوں کے باوصف اب بھی بہت حد تک محفوظ ہے، ہاں اب ان کی نوجوان نسلوں خصوصاً لڑکیوں میں بے پردگی و جسم نگا کرنے کے بڑھتے ہوئے شوق سے اس کا مستقبل تہذیبی بگاڑ کے انتہائی خطرناک موڑ پر آچکا ہے، اگر مسلمان اپنی لڑکیوں و عورتوں میں بڑھتی ہوئی بے قید آزادی و بے پردگی و جسم نگا کرنے کے بڑھتے ہوئے شوق سے اس کا مستقبل تہذیبی بگاڑ کے انتہائی خطرناک موڑ پر آچکا ہے، اگر مسلمان اپنی لڑکیوں و عورتوں میں بڑھتی ہوئی بے قید آزادی و بے پردگی کے فتنوں کو معمولی تصور کیا اور اس کی طرف سے ان میں پھیلی ہوئی غفلت کے وہ شکار رہے، تو ان کا عائلی اصول و دستور، حسب و نسب، خون و شرافت، تہذیب و تمدن کی تباہی یقینی ہے، اس لیے اگر وہ اپنی نسلوں کو صحیح المنسب، اخلاقی و اعلیٰ اقدار کا پیکر دیکھنا چاہتے ہیں، جس پر امت مسلمہ کی ہمہ جہتی ترقی و تشخص موقوف ہے، تو ہر گھر کا ذمہ دار والدین، تعلیمی و ثقافتی مسلم لڑکیوں و عورتوں کو پردہ شرعی کے فوائد کی جانکاری دیں، اسلامی معاشرہ کی ترقی و صالحیت مسلم طبقہ نسواں کی صحیح دینی تعلیم و تربیت، تخلیق تہذیب اور ان کے پردہ حجاب میں پوشیدہ ہے، چونکہ جب کسی قسم کی صنف نسواں بے حجاب و بیرون خانہ ہو جاتی ہیں، تو ان کی نسل و معاشرہ کی ہلاکت تاریخی قدرتی اٹل قانون ہے۔



(بقیہ صفحہ ۴۸ سے) (مُورمُون چرچ اور ایک سے زائد شادیوں کا عمل)

میری رجیلی، کرشن اور روبن کے ہمراہ اس پروگرام میں ایک سے زائد شادی کو ایک اچھا مثبت اور خوب صورت طرز عمل قرار دیتے ہیں۔ ریاست ہائے متحدہ امریکہ میں اب اس بات پر گفتگو کا آغاز ہو گیا ہے کہ ایک اچھا مثالی اور اخلاق سے لبریز معاشرہ قائم کرنے کے لئے اخلاقی اقدار پر پابند رہنا از حد ضروری ہے۔

اور اخلاقی اقدار سے لبریز معاشرے میں، قبل از شادی تعلقات، جو بازی، شراب نوشی، تنگ پن کے مظاہرے، ہم جنس پرستی اور اس کا قانونی جواز وغیرہ وغیرہ ان تمام سے مکمل اجتناب انتہائی ضروری ہے۔

باقی رہا شادی کے حوالے سے یک زوجگی اور کثیر زوجگی کا رواج دنیا بھر کی تہذیبوں اور معاشروں میں پایا جاتا ہے۔ نکاح ایک انفرادی تمدنی ضرورت ہے جسے تمام معاشروں نے تسلیم کیا ہے لیکن قرآن و سنت نے اس پہلو کے علاوہ اسے اخلاقی اور دینی ضرورت بھی قرار دیا ہے۔ اور اس کے قیام پر بہت شدت سے عمل کرایا ہے اور قرآن مجید نے تو نکاح کو سنت انبیاء قرار دیا ہے۔